کلام نبویؐ کی صحبت میں

○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوی مومن اللہ کو ضعیف مومن سے زیادہ پیارا ہے، اگرچہ ہر ایک میں خیر ہے۔ جو چیز تمھیں نفع دے اس ہی کا لالچ کرو، اور اللہ سے مدد چاہو، اور ہمت نہ ہارو۔ اگر تمھیں کوئی تکلیف، مصیبت یا مشکل پیش آجائے، تو یوں مت کہو کہ "اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا (یا نہ ہوتا)" بلکہ یوں کہا کرو کہ "اللہ نے ہر چیز کو مقدّر کیا ہے، جو اس نے چاہا وہ کر ڈالا"۔ اس لیے کہ لَو یعنی "اگر" شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

قوی مومن وہ ہے جو ہمت اور عزم کے اعتبار سے مضبوط ہے۔ اس کے برعکس ضعیف مومن وہ ہے جو ذرا سی مصیبت، مشکل یا ناکامی سے ہمت ہار دیتا ہے۔ اللہ کو عزم و ہمت کی پختگی محبوب ہے۔

اصل نفع وہی ہے جو اللہ کے پاس ہے، اس کی حرص ہی دراصل مطلوب ہے۔ دنیا کا نفع بھی، اگر مقاصد دینی کے لیے ہو، تو مطلوب ہے۔ حرص کے معنی دل کی لگن، شدید آرزو اور کمال سعی کے ہیں۔ دین اور آخرت کی طلب و سعی میں اللہ کو اپنا مددگار بناؤ اور ہمت سے کام کرتے رہو۔

مشکل، مصیبت اور ناکامی کی صورت میں کفِ افسوس مل کر یہ کہنے کا حاصل کہ "اگر میں ایسا کرتا، یا نہ کرتا، تو یہ پیش نہ آتا" سوائے حسرت کے کچھ نہیں۔ یہ شیطانی عمل ہے، کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا میرے چاہنے اور کرنے سے وہ کچھ بھی ہونا ممکن تھا جو اللہ نے مقدّر نہ کیا تھا۔

مشکل اور مصیبت کی دعاؤں میں یہ فقرے بار بار آئے ہیں: **ماشاء اللہ کان و مالم یشاء لم یکن۔ ان اللہ علی کل شی قدیر۔ ان اللہ قد احاط بکلی شئ علما۔** جو اللہ چاہے گا وہی ہو گا، جو اس نے نہیں چاہا، نہیں ہوا۔ بے شک اللہ کو ہر چیز کی قدرت ہے۔ بے شک اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لذتوں کو زائل کر دینے والی کو' یعنی موت کو بہت یاد کرو۔(ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو' کیونکہ زیارتِ قبور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کی یاد تازہ کرتی ہے۔ (ابن ماجہ)

موت دنیا سے روانگی ہے' جس سے کسی کو کوئی مفر نہیں۔ زندگی کا اصل انجام وہی ہے جو دنیا کے اعمال کے نتیجہ میں آخرت میں ملے گا۔ جس گھڑی دنیا کی ہر وہ چیز جس کے پیچھے ہم پڑے ہوئے ہیں چھوٹ جائے گی' جس کے بعد نہ واپسی ہے نہ عمل کی مہلت' اور اللہ سے ملاقات کا وقت آجائے گا' جب صرف حساب ہے اور جزا و سزا --- اس گھڑی کو زیادہ سے زیادہ یاد رکھنا ہی دل کی زندگی اور صفائی و روشنی کا نسخہ ہے۔ یہی صراطِ مستقیم پر قائم رکھنے والی چیز ہے۔ اس کو یاد رکھنے کے لیے ہر ممکن تدبیر کرو' یہاں تک کہ قبرستان جانا بھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں' مگر تین قسم کے عمل جاری رہتے ہیں: ۱ - ایسا صدقہ جس کا نفع جاری رہے (اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں)۔ ۲ - ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے۔ ۳ - ایسی اولاد جو صالح ہو اور اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

انسان سرمایہ کاری وہاں کرتا ہے جہاں نفع زیادہ ہوتا ہو۔ دنیا میں اصل سرمایہ وقت اور عمل ہے۔ اس سرمایہ کاری کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش کاروبار کے تین مواقع ہمارے سامنے رکھ دیے گئے ہیں۔ مال کسی ایسے کام میں خرچ کریں جس سے موت کے بعد بھی لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ دینی' اخلاقی' روحانی' مادی' معاشی نفع۔ سب سے نفع بخش کاروبار دعوت و اصلاح کا کاروبار ہے۔ اپنی نیکیاں موت کے ساتھ ختم ہو جائیں گی' دعوت واصلاح کے ذریعہ جو نیکیاں کریں گے ان کا اجر اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک وہ ہوتی رہیں گی' اور ان لوگوں کی سب نیکیوں کا اجر بھی جو وہ کریں۔ ذرا اس بے حد و حساب اجر کا تصور کیجیے' اوراپنی کوتاہی پر ماتم ۔ ہر علم جو نفع دے' اس کا نفع جاری رہے گا' لیکن جو دوسروں کے لیے آخرت کے نفع کا سامان کرے اس کی کیا حد اور حساب۔ اور اولاد کو صالح بنائیں' تو نسلاً بعد نسلٍ ان کے عمل صالح کا بھی۔

○

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسلمان جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے' اس مسلمان سے افضل ہے جو لوگوں سے بے تعلق ہو جاتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر نہیں کرتا۔ (ترمذی)

جہاں انسان رہتے ہوں گے' وہاں ایک دوسرے کی گفتگوؤں' رَوِش' اور برتاؤ سے ایذا اور تکلیف لازماً پہنچے گی۔ مایوسیاں ہوں گی' شکایتیں اور گلے بھی ہوں گے' دل بھی خراب ہوں گے۔ اس سے مَفر نہیں۔ افضلیت کی بشارت اُس کے لیے ہے جو ان تمام تکلیفوں اور ایذاؤں پر صبر کرے' اور لوگوں سے میل جول قائم رکھے۔

○

حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

ہم جاہلیت کے زمانہ میں بہت سی چیزیں کھا لیا کرتے تھے' بہت سی چیزیں گھن کرتے ہوئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر اللہ نے اپنے نبیؐ کو بھیجا' اپنی کتاب اتاری' حلال کو حلال ٹھہرایا' اور حرام کو حرام قرار دیا۔ پس جو آپؐ نے حلال کیا' بس وہی حلال ہے۔ اور جو آپؐ نے حرام کیا' بس وہی حرام ہے۔ اور جس چیز کے بارہ میں آپؐ نے خاموشی اختیار کی' اس میں چھوٹ ہے(ان کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں)۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو ثعلبہ الخشنی جر ثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض عائد کیے ہیں' انھیں ضائع نہ کرو۔ کچھ حدود مقرر کر دی ہیں' ان سے باہر نہ نکلو۔ کچھ چیزوں کو حرام کر دیا ہے ' ان کی حرمت کو پامال نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں کے بارہ میں اس نے تمہارے لیے رحمت کی خاطر خاموشی اختیار کی ہے --- نہ یہ کہ وہ بھول گیا۔ پس ان کے بارہ میں پوچھ گچھ اور چھان بین نہ کرو۔ (دار قطنی)

حرام و حلال قرار دینے کا اختیار صرف اللہ کو ہے' وہی حاکم حقیقی ہے ۔ اس کا نبی ' اس کا نمائندہ ہے' اس کو بھی اس نے تحریم و تحلیل کا اختیار دیا ہے ' اور فرمایا ہے: جس نے رسولؐ کی اطاعت کی' اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ ان کے علاوہ تحریم و تحلیل کا اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں' نہ کسی عالم کو نہ کسی راہب کو۔

ہر اجتہاد' انسانی رائے ہے' جو خطا کے امکان سے پاک نہیں ہو سکتی۔

کھانے پینے کی اشیا ہی میں نہیں' زندگی کے ہر شعبہ میں --- سیاست میں' معیشت میں' معاشرت وغیرہ وغیرہ میں --- بے شمار معاملات ہیں جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ نے خاموشی اختیار کی ہے۔ ان کو حرام نہیں قرار دیا' اب ان کو کوئی حرام نہیں کر سکتا۔ ان کے استعمال میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

یہ خاموشی اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ بتانا بھول گیا' یا اس سے چوک ہوئی۔ یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے ہر قسم کے زمانہ' حالات اور لوگوں کے لیے دین میں وسعت عطا کردی۔ وہ جو اپنے لیے مناسب سمجھیں' کریں۔ ان معاملات اور اشیا کے بارہ میں' جہاں خاموشی اختیار کی گئی ہے' پوچھ گچھ اور چھان بین کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ ورنہ دین کی وسعت ختم ہو جائے گی' اس کا دائرہ تنگ ہوتا جائے گا' اس کا بوجھ بڑھتا جائے گا' اور اس میں حرج پیدا ہو جائے گا کہ مشکل سے نکلنے کی راہ نہ ملے گی۔

اصل مطالبہ یہ ہے کہ جو فرائض واضح کر دیے گئے ہیں وہ حسب استطاعت بجا لاؤ' جن چیزوں سے منع کر دیا گیا ہے ان سے اجتناب کرو' جو حدود مقرر کر دی گئی ہیں ان سے باہر نہ نکلو' اور جہاں خاموشی اختیار کی گئی ہے وہاں پوچھ گچھ اور چھان بین سے دین کا بوجھ نہ بڑھاؤ' اس کا دائرہ تنگ نہ کرو' اللہ کی رحمت کی ناشکری نہ کرو۔

○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے تو اس کے کھانے میں سے کھا لے اور پوچھ گچھ نہ کرے' اور اس کی پینے کی چیزوں میں سے پی لے اور چھان بین نہ کرے۔ (بیہقی)

ایک دوسرے کے کھانے پینے کے بارہ میں چھان بین اور پوچھ گچھ سے اجتناب' حسنِ ظن کا تقاضا بھی ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ اس کا بھائی خود بھی حلال کھاتا ہے اور اپنے احباب کو بھی حلال ہی کھلاتا ہے۔ یہ دین میں تشدد' غلو اور باریک بینی سے اجتناب کا تقاضا بھی ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ شبہ' پوچھ گچھ اور اپنے تقویٰ کے اظہار سے مہر و محبت کے تعلقات میں بال نہ پڑے۔ یہ سیدھی سادی رَوِش ہی دینِ حنیف کی رَوِش ہے۔ کھانے پینے کے علاوہ دوسرے باہمی تعلقات میں بھی یہی رَوِش اختیار کرنا چاہیے۔

(مرتبہ خ : م)